حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط

۲ - محاذِ عراق و عجم

از

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق)
(استاذ ادبیات عربی - دہلی یونی ورسٹی)

(۱۰)

۱۰۰ نُعمان بن عدی کے نام

نُعمان بن عدی صحابی کو حضرت عمرؓ نے ضلع مَیسان (زیریں عراق) کا افسر خراج مقرر کیا۔ جب نُعمان مدینہ سے جاتے لگے تو اُن کی بیوی وطن چھوڑ کر پردیس جانے کے لئے تیار نہ ہوئیں اور اور ان کو مجبوراً اکیلا جانا پڑا۔ مَیسان کی شادابی اور آسائش نُعمان کو بہت بھائی اور انھوں نے بیوی کو بلانے کے لئے ایک شوق انگیز نظم لکھی جس کے چند اشعار یہ ہیں:۔

مَنْ مُبلغُ الحسناءَ اَنَّ حَلیلَھا ... بمیسانَ یُسقیٰ فی زُجاجٍ وحَنْتَمِ

کوئی ہے جو میری حسین بیوی کو یہ خبر پہنچائے کہ تمہارے شوہر کو شیشے کے گلاس اور فیروزی جگ سے شراب پلائی جاتی ہے۔

اذا شئتُ غَنَّتْنِی دھاقین قریۃٍ ... وصَنّاجۃٌ یجذُو علی کلِّ مَنْسِمِ[1]

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/ ۷۳، و استیعاب مصر، ۵/ ۲۲۳ ۱۹۰۷ء :- وصناجۃ تحذ وعلی کل میسم
کنز العمال ۲/ ۱۷۵ :- ورقاصۃ تجثو علی کل میسم
یاقوت معجم ۸/ ۲۲۸ :- وصناجۃ تجثو علی حرف میسم

جب گانا سننے کو میرا جی چاہتا ہے تو سر راہ ناچنے والا ایک چنگ نواز اور گاؤں کے مقدم مجھے گانا سناتے ہیں۔

لعلّ امیر المؤمنین یسوءہ تنادمنا فی الجوسق المتہدّم

اگر امیر المؤمنین کو معلوم ہوجائے کہ میں ساتھیوں کے ساتھ ٹوٹے قلعہ میں بیٹھ کر شراب پیتا ہوں تو مجھے اندیشہ ہے وہ ضرور ناراض ہوں گے۔

ان اشعار کا جب مدینہ میں چرچا ہوا تو حضرت عمر نے نعمان کو معزول کر کے مدینہ بلا لیا۔ نعمان نے کہا یہ سب شاعرانہ تفریح تھی، میں نے شراب سونگھی تک نہیں، ان اشعار سے بیوی کا اکسانا مقصود تھا۔ حضرت عمر نے عذر قبول کیا مگر نعمان کو پھر کبھی کوئی منصب نہیں دیا معزولی کے خط کا مضمون یہ تھا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول، واضح ہو کہ تمہاری وہ نظم جس کا ایک شعر ہے:۔ لعل امیر المؤمنین یسوءہ تنادمنا فی الجوسق المتہدم ۔ میں نے سنی ۔ بلا شبہ مجھے تمہارے یہ شعر بہت برے لگے اور میں تم کو معزول کرتا ہوں۔"[۱]

۱۰۱ اہواز کے سالاروں کے نام

صوبۂ اہواز کی حد مشرق میں صوبۂ فارس سے ملتی تھی اور شمال میں صوبۂ جبال سے جس کے مغربی شہر نہاوند میں ایرانی فوجیں جمع ہو رہی تھیں۔ فارس سے نہاوند جانے کے کئی

[۱] استیعاب حاشیہ اصابہ ۱۳۲۸ھ ۳/۵۴۲، ازالۃ الخفاء ۲/۷۳، کنز العمال، ۲/۱۷۵ معجم البلدان یاقوت، مصر ۲۲۸/۸، فتوح البلدان، مصر، ص۳۹۳۔

راستے اہواز سے ہو کر گذرتے تھے اور ایک بڑی شاہ راہ براہ راست جبال کے شہر جیّ (اصفہان) سے ہو کر جاتی تھی۔ حضرت عمر نے نہاوند کی مہم کے لئے جو قدم اُٹھائے ان میں ایک یہ تھا کہ انھوں نے اہواز کے سرحدی سالاروں کو مراسلے بھیجے کہ سرحد پر مسلح چوکیاں بنالیں اور فارس سے نہاوند کو کمک نہ جانے دیں۔ خطوں کا مضمون یہ تھا:-

"اہلِ فارس کو اپنے بھائیوں کے خلاف نہاوند میں مدد کرنے سے باز رکھو۔ اور اس طرح اپنی قوم اور اراضی کی حفاظت کرو۔ فارس اور اہواز کی سرحد پر ڈٹے رہو حتیٰ کہ میں نئی ہدایات بھیجوں۔" [۱]

۱۰۲ عبداللہ بن مسعود کے نام

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا عبداللہ بن مسعود کے ذمہ خزانہ کی نگرانی اور اہلِ کوفہ کو تعلیم قرآن کا کام سونپا گیا تھا۔ ابن مسعود کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھ کر قرآن خوانی اور قرآن فہمی کا درس دیتے تھے، اس کے علاوہ جو مسئلے ان سے پوچھے جاتے ان کا جواب قرآن کی روشنی میں اپنے اجتہاد سے پیش کرتے تھے، حدیث کی طرف بہت کم رجوع کرتے تھے، اُن کے حلقہ سے کئی مشہور عالم نکلے جن کے ہاتھوں بعد میں کوفہ کا "مدرسۂ اجتہاد" پروان چڑھا۔ ذیل کے خط کی شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو قرآن کے الفاظ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتّٰى حِينٍ کو لَيَسْجُنُنَّهُ عَتّٰى حِينٍ، پڑھتے سنا، دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ مجھے عبداللہ بن مسعود نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ ابن مسعود کی پیدائش اور پرورش قبیلہ ہُذَیل میں ہوئی تھی، ہُذَیل اور قریش کی عربی میں جزوی اختلاف تھا، مثلاً ایک اختلاف یہ تھا کہ وہاں کے لوگ لَيَسْجُنُنَّهُ کو لَيَسْجُنُنَّهُ پڑھتے تھے۔ حضرت عمر کو یہ بات کھٹکی اور گو کہ رسول اللہ نے اپنی زندگی میں اس نوع کے

---

[۱] سیف بن عمر طبری ۴/ ۲۳۹

اختلاف کو گوارا کر لیا تھا، حضرت عمر جیسا کہ خط سے ظاہر ہے اختلافِ قرارۃ کو ناپسند کرتے تھے، اُن کی خواہش تھی کہ سب مسلمان قرآن کو اُسی طرح پڑھیں جس طرح قریش کے لوگ پڑھتے تھے، کیوں کہ مکہ اور مدینہ کی عربی سب قبیلوں کی عربی سے زیادہ نکھری اور ستھری خیال کی جاتی تھی۔ چنانچہ انھوں نے ابن مسعود کو لکھا:-

"سلام علیک - خدا نے قرآن فصیح اور صاف عربی میں نازل کیا ہے اور یہ وہ عربی ہے جو قریش کے لوگ بولتے ہیں۔ میرا خط پاکر تم لوگوں کو قریش کی فصیح عربی میں قرآن پڑھاؤ اور ہُذیل کی عربی میں قرآن نہ پڑھاؤ۔" [۱]

۱۰۳ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کے نام

سیف بن عمر کی رائے میں اہواز کے شہر سُوس، رام ہُرمُز، تستر اور جندی سابُور پر مسلمانوں کا قبضہ ۱۷ھ میں ہوا، لیکن کچھ دوسرے مورخ کہتے ہیں کہ یہ شہر ۱۹ھ سے ۲۰ھ تک مسلمانوں کے قبضہ میں آتے اور "تاریخ کے تقابلی مطالعہ سے یہی رائے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں ہُرمُزان اہواز کا حاکم تھا اور اس کے صوبہ کا جنوبی حصہ مسلمانوں نے ۱۶ھ میں فتح کر لیا تھا۔ ۱۷ھ میں اس نے تاب مقابلہ نہ لاکر اپنے باقی علاقہ کے لئے جو تستر، جُندی سابور، رامہُرمز، سُوس اور مہر جانقذق پر مشتمل تھا سمجھوتہ کر لیا۔ جب اس سمجھوتہ کی خبر شاہِ ایران یزدجرد کو ہوئی جو اس وقت رَیّ اور بقول بعض مرو میں جنگی منصوبے بنا رہا تھا، تو اس کو بہت صدمہ ہوا اور اس نے صوبۂ فارس کے گورنر شہرک اور وہاں کے دوسرے فوجی منصب داروں کو لکھا: معلوم ہوتا ہے تم اپنے شاندار مذہب کو خیرباد کہہ چکے ہو، تم نے عربوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں انھوں

---

[۱] ازالۃ الخفار، بریلی ۱/۱۹۷، وکنز العمّال متقی برہان پوری حیدرآباد ۱/۲۸۴ [۲] ناسخ التواریخ ۴/۱۱۱ عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی۔

نے سواد پر قبضہ کیا پھر مدائن پر، اور تم نے کوئی خبر نہ لی، پھر جب وہ اہواز کی طرف مائل ہوئے تب بھی تم نے ہرمزان کی مدد نہیں کی، اور اس کو مجبوراً سمجھوتہ کرنا پڑا۔ یہی نہیں اِن عربوں نے خود تمھاری زمین پر حملہ کیا (یہ علاء حضرمی کی فارس پر فوج کشی کی طرف اشارہ ہے) اور تم ایسے بے خبر ہے کہ وہ صحیح سلامت تمھارے ملک سے بچ نکلے، اب غیرت و حمیت سے کام لو اور ہرمزان کی مدد کے لئے سپاہی اور جانور بھیجو، تاکہ وہ جنگ کے لئے مستعد ہو سکے اور اہواز کو عربوں کے پنجے سے نکالے۔"

دوسرا خط ہرمزان کو لکھا جس میں تھا کہ میں نے فارس کے گورنر شہرک کو فرمان بھیجا ہے کہ ایک لشکر تمہاری مدد کو لے کر جائے۔ خاطر جمع رکھو اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔" (ناسخ التواریخ ۲/۳۶۷) اس کے علاوہ یزدجرد نے براہِ راست اہواز کے مفتوحہ شہروں کو خفیہ سفارتیں بھیجیں اور سارے علاقہ میں بغاوت کی رو دوڑا دی، یہاں کے کئی شہر پہلے بھی عہد شکنی کر چکے تھے۔ ۲۰ھ میں تُستر کے نہایت مستحکم شہر کا محاصرہ ہوا، فارسیوں کی طرف سے ہرمزان خود جنگ کی قیادت کر رہا تھا۔ بڑا سخت معرکہ تھا، قلعہ بند فوجیں جب چاہتیں نکلتیں اور خون کی ہولی کھیل کر پھر قلعہ بند ہو جاتیں، اس کے علاوہ ہرمزان نے یزدجرد سے جو اس وقت نہاوند میں ہونے والی جنگ کا انتظام کر رہا تھا چالیس ہزار فوجیں بطور کمک منگوالی تھیں (اعثم ص۵۹ و ناسخ التواریخ ۲/۳۷۰) جب محاصرہ کو کئی مہینے گذر گئے اور مسلمان پڑے پڑے اُکتا گئے تو ایک فارسی کی رہبری سے قلعہ فتح ہوا۔ ہرمزان قریب کے ایک دوسرے پہاڑی قلعے میں چلا گیا اور اس شرط سے سپر ڈالنے کو تیار ہوا کہ اس کی قسمت کا فیصلہ حضرت عمر کریں۔ شرط مان لی گئی اور ایک وفد جس میں احنف بن قیس تھے، ہُرمزان اور خُمس لے کر مدینہ روانہ ہوا۔ اہواز کی کئی بغاوتوں اور ہُرمزان کی دوبار عہد شکنی سے حضرت عمر کو یہ شبہ تھا کہ مسلمان عُمّال اہل معاہدہ سے بدسلوکی کرتے ہوں گے۔ چنانچہ انھوں نے وفد کے ارکان سے کہا: "مجھے ایسا محسوس ہوتا

ہے کہ مسلمان ذمیوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں جس سے وہ بغاوت پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔" وفد کے سربرآوردہ ارکان بولے: جہاں تک ہمیں معلوم ہے مسلمانوں کا سلوک ذمیوں کے ساتھ اچھا ہے۔" حضرت عمر: پھر یہ بغاوتیں کیوں ہوتی ہیں؟" اس سوال کے جواب دئے گئے جن سے حضرت عمر کو تشفی نہیں ہوئی، تب دانائے عرب احنف بن قیس نے کہا: امیر المومنین آپ نے ایران میں پیش قدمی سے ہم کو باز رکھا ہے، آپ کا فرمان ہے کہ جتنا علاقہ ہمارے پاس ہے اسی پر اکتفا کریں، بات یہ ہے کہ شاہ ایران زندہ ہے، اور اپنی قوم کے درمیان موجود ہے، جب تک وہ اپنے ملک میں ہے، ایران کے باشندے برابر ہمارے ساتھ برسر پیکار رہیں گے، کیوں کہ جب کسی ملک میں دو[2] حریف بادشاہ ہوتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے لڑتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک فریق دوسرے کو نکال دیتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو یکے بعد دیگرے جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں وہ اپنے جارحانہ حملوں سے نہیں بلکہ ایرانیوں کے حملوں یا عہد شکنیوں کی بدولت ہوئی ہیں۔ اہل ایران کو عہد شکنی پر ابھارنے والا ان کا بادشاہ ہے اور وہ برابر ایسا کرتے رہیں گے الا یہ کہ آپ ہم کو ان کے ملک میں پیش قدمی کی اجازت دیں۔ اگر آپ نے اجازت دی تو ہم شاہ کو اس کی کشور اور اس کی قوم کی قوت و عظمت کے حصار سے باہر نکال دیں گے، پھر ایرانیوں کی امیدیں ٹوٹ جائیں گی اور ان کے دل میں ایسی مایوسی گھر کرے گی کہ آئندہ کبھی بغاوت کی جرأت نہ کریں گے۔" حضرت عمر ان پُر مغز باتوں سے بہت متاثر ہوئے اور کہا: تمہارا خیال واقعی صحیح ہے؟ ابھی وہ تجویز "پیش قدمی" پر غور کر رہے تھے کہ خبر آئی کہ یزدجرد کی فوجیں نہاوند میں جمع ہو رہی ہیں اور کچھ عراق کے سرحدی شہروں کی طرف بڑھ آئی ہیں۔ حضرت عمر کی ساری توجہ اس نئے خطرہ کی طرف مرکوز ہوگئی۔ نہاوند کی انتہائی سخت جنگ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عمر نے محسوس کیا کہ احنف کی بتائی ہوئی پیش قدمی کی تجویز پر عمل کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اہواز میں جو بغاوتیں ہوتی رہیں ان کے علاوہ یزدجرد ۱۴ھ سے لے کر ۲۱ھ تک ہر دوسرے سال یورش کرتا رہا تھا، اور جب نہاوند کے بعد دو[2] تازہ

بغاوتیں دینور اور ہمدان کے لوگوں نے معاہدے توڑ کر کیں تو حضرت عمر نے بلا تاخیر پیش قدمی کی کارروائی شروع کردی - ایران میں چار نئے محاذ مقرر کئے اور ان پر الگ الگ سالاروں کے تحت بصرہ اور کوفہ سے فوجیں بھیجیں - ان میں سے ایک سالار عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان تھے جن کے بارے میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ (بقول سیف بن عمر) سعد نے کوفہ سے جاتے وقت ان کو اپنا جانشین بنایا تھا اور حضرت عمر نے ان کو گورنری پر بحال رکھا تھا - عبداللہ ممتاز انصاری صحابی تھے اور جنگی پینتروں میں بڑی مہارت رکھتے تھے - نہاوند کی لڑائی ان کے عہد گورنری میں ہوئی، فتح نہاوند نیز دینور اور ہمدان کی بغاوت کے بعد "جارحانہ پیش قدمی" کی اسکیم پر عمل شروع ہوا تو حضرت عمر نے ان کو اصبہان کے محاذ کے لئے نامزد کیا اور زیاد بن حنظلہ کو جو سعد کے عہد میں شہر کے قاضی تھے گورنر مقرر کیا - ساتھ ہی انھوں نے بصرہ کے گورنر ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ ایک فوج لے کر اہواز کی راہ سے اصبہان کی طرف بڑھو اور ابن عتبان کی فوجوں سے مل جاؤ - اصبہان وسط ایران میں ایک اہم تمدنی و تجارتی مرکز تھا جہاں سے ہو کر کئی بڑی سڑکیں ملک کے مختلف صوبوں کو جاتی تھیں - ابن عتبان کو حضرت عمر نے جو خط لکھا اس کا مضمون سیف بن عمر نے یہ بیان کیا ہے :-

"کوفہ سے مدائن کا رخ کرو اور وہاں پہنچ کر مسلمانوں کو جنگ پر جانے کی دعوت دو - جو لوگ برضا و رغبت تمھارے ساتھ جانے کو تیار ہوں ان کو ساتھ لے لو اور مجھے صورت حال سے مطلع کرو۔"

۱۰۴ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کے نام

ابن عتبان نے اس فرمان کے مطابق عمل کیا اور مدائن جاکر لوگوں کو جنگ کے لئے چلنے کی دعوت دی - جن لوگوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا ان میں قبائلی لیڈر عبداللہ بن ورقاء

ریاحی اور عبداللہ بن حارث بن ورقار اسدی بھی تھے۔ عبداللہ نے مدائن پہنچکر صورت حال سے مرکز کو مطلع کیا تو یہ خط موصول ہوا:۔

"مدائن سے اصبہان کا رُخ کرو، تمھارے مقدمہ کے لیڈر عبداللہ بن ورقار ریاحی ہوں اور میمنہ و میسرہ کی قیادت عبداللہ بن ورقار اَسدی اور عصمۃ بن عبداللہ کے ہاتھ میں ہو۔"

۱۰۵ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کے نام

ابن عتبان مدائن سے نہاوند پہنچے اور وہاں کی حفاظتی فوج سے جو لوگ ان کی ہمراہی کو تیار ہوئے ان کو لے کر اصبہان روانہ ہوئے۔ اصبہان کے مضافاتی شہروں اور قصبوں نے معمولی مقابلہ کے بعد سمجھوتے کرلئے، پھر اصبہان کے دارالحکومت جَی[1] کا محاصرہ ہوا اور یہاں بھی کسی بڑی جنگ کے بغیر سمجھوتہ ہوگیا۔ ابوموسیٰ اشعری جب ابن عتبان سے ملے تو اس وقت جَی اور اس کا مضافاتی علاقہ فتح ہوچکا تھا۔ ابن عتبان نے مرکز کو فتح کی خبر دی تو یہ فرمان آیا:۔

"اب تم کرمان کا رُخ کرو اور سہیل بن عدی سے جا ملو جن کو کرمان کے محاذ پر بھیجا گیا ہے۔ جَیّ میں ایک محافظتی فوج چھوڑ دو اور اصبہان پر سائب بن اقرع کو محصّلِ خراج مقرر کرو۔"[2]

---

[1] اسلامی فتوحات کے وقت اصبہان ایک صوبہ تھا جس کی لمبائی یاقوت نے دوسو چالیس میل ؟) اور اسی قدر چوڑائی بتائی ہے۔ اس میں سولہ رستاق (قصبے) تھے اور ہر رستاق تین سو گاؤں پر مشتمل تھا۔ جَی اس کا دارالحکومت تھا اور ایک مستحکم فصیل اس کے گرد تھی۔ معجم البلدان یاقوت مصر ۱/۲۷۰-۲۷۲

[2] سیف بن عمر طبری ۴/۲۴۸

۱۰۶ نعیم بن مقرن کے نام

یہ نعمان بن مقرن کے بھائی ہیں جو نہاوند کی فوجوں کے سالارِ اعلیٰ تھے۔ جنگ نہاوند کے بعد شکست خوردہ ایرانیوں کے تعاقب میں نعیم بن مقرن اور قعقاع بن عمرو کو بھیجا گیا۔ ان کا گذر ہمذان کے ضلع سے ہوا تو وہاں کے حاکم نے ایک سمجھوتہ کر لیا۔ جب یہ دونوں افسر نہاوند واپس آئے تو ہمذان کے حاکم نے سمجھوتہ توڑ دیا۔ اسی زمانہ میں حضرت عمر نے "پیش قدمی" کی مہم شروع کی اور مدینہ سے بصرہ اور کوفہ کے سالاروں کو ایران کے مختلف محاذوں کے لئے جھنڈے بھیجے تو ایک جھنڈا نعیم بن مقرن کو بھی دیا گیا ان کے ذمہ یہ کام تھا کہ ہمذان کو واگذار کر کے شمال مغرب کے شہروں پر چڑھائی کریں۔ سیف بن عمر نے حضرت عمر کا یہ چند لفظی خط نعیم کے نام نقل کیا ہے :-

"نہاوند سے یلغار کر کے ہمذان پہنچو، تمہارے مقدمۃ الجیش کی کمان سوید بن مقرن (نعیم کے بھائی) کے ہاتھ میں ہو اور میمنہ و میسرہ کے سالار علی الترتیب ربعی بن عامر تمیمی اور مُہلہل بن زید طائی ہوں"[1]

۱۰۷ نعیم بن مقرن کے نام

۲۲ھ میں جب ہمذان اور اس کا مضافاتی علاقہ مسخر کر کے نعیم انتظامی معاملات میں مصروف تھے، دیلم (گیلان) اور آذربیجان کے حاکموں نے مشترکہ خطرہ کے مقابلہ کے لئے ایک سمجھوتہ کیا اور واج روذ کے مقام پر فوجیں لے کر جمع ہوئے۔ نعیم اپنا ایک جانشین ہمذان

[1] سیف بن عمر طبری ۴/۲۵۱

میں چھوڑ کر داج رود[1] پہنچے۔ وہاں دونوں فریقوں میں سخت جنگ ہوئی جو بقول سیف یہاوند کے معرکہ سے کسی طرح کم نہ تھی۔ آخر میں نُعیم فتح یاب ہوئے۔ جب فتح کی خبر حضرت عمر کو ہوئی تو انھوں نے نُعیم کو یہ خط لکھا :۔

"ہمذان پر اپنا ایک نائب مقرر کرو اور سماک بن خَرَشہ کی قیادت میں بُکَیر بن عبداللہ کو کمک بھیجو (یہ "پیش قدمی" کے منصوبہ کے تحت آذربیجان کے محاذ پر بھیجے گئے تھے)۔ تم خود رَیّ کی طرف یلغار کرو اور جنگ میں کامیاب ہونے کے بعد وہیں قیام کرو کیوں کہ رَیّ (شمالی ایران) میں ایک مرکزی جگہ ہے اور وہاں ہر قسم کی سہولتیں موجود ہیں۔"[2]

۱۰۸۔ اس خط کا دوسرا نسخہ :۔

"اپنی صوابدید سے کسی کو ہمذان میں اپنا نائب مقرر کرو اور خود رَیّ کی طرف روانہ ہو۔ سماک بن خَرَشہ کو ایک فوج دے کر آذربیجان فتح کرنے بھیجو۔"[3]

۱۰۹ نُعیم بن مُقرّن کے نام

رَیّ کا حاکم بہرام چوبین کا پوتا سیاوخش تھا۔ عربوں سے صف آرا ہونے کے لئے اس نے دُنباوند، طبرستان، قُومس اور جُرجان سے مدد طلب کی۔ کمانڈر ان چیف زینبی ابو فرخان کو سیاوخش سے چھپی عداوت تھی۔ وہ نعیم سے آملا۔ رَیّ کے باہر پہاڑ کے دامن میں دونوں فوجیں اُتریں۔ زینبی کی ایک چال سے مسلمانوں کو آسانی سے فتح نصیب ہوئی۔ اس تعاون کے صلہ میں نُعیم نے رَیّ کی منصب داری زینبی کو دے دی۔ رَیّ کی فتح کا حال جب حضرت عمر کو معلوم

[1] ہمذان اور قزوین کے وسط میں ایک جگہ کا نام تھا۔ یاقوت ۸/۳۷۰ [2][3] سیف بن عمر، طبری، ۴/۲۵۲

ہوا تو انھوں نے نعیم کو یہ خط لکھا :-

"سُوید بن مُقرّن کو ایک فوج دے کر قومس تسخیر کرنے بھیجو، اُن کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر سماک بن مخرمہ اور میمنہ اور میسرہ کے سالار علی الترتیب عتیبہ بن نہاس اور ہند بن عمرو جملی ہوں"[1]

۱۱۰- اس خط کا دوسرا نسخہ :-

"چوں کہ بھاگی ہوئی فارسی فوجوں کا کوئی سالار نہیں ہے، اس لیے ان کا قصہ پاک کرنا بہت آسان ہے تم خود رَیّ میں مقیم رہو اور اپنے بھائی سُوید بن مُقرّن کو دامغان بھیجو اور اُن کو تاکید کرو کہ جب قومس فتح ہو جائے تو بھاگی ہوئی عجمی فوجوں کا جہاں تک تعاقب ممکن ہو کریں"

یہاں بھاگی ہوئی عجمی فوجوں، کے اشارہ کی وضاحت ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر پڑھا زینبی نے ایک چال چلی تھی اور وہ یہ کہ اس نے نعیم بن مقرن سے کہا کہ سیاوخش کی فوجیں آپ کے مقابلہ میں اتنی زیادہ ہیں کہ کھلے میدان میں ان سے مقابل ہونا آداب دانش کے خلاف ہے میری رائے ہے کہ آپ دس ہزار فوج مجھے دیں اور باقی سے سیاوخش کے ساتھ رزم آرا ہوں، میں ایک چھپے راستہ سے جا کر شہر پر قبضہ کر لوں گا۔ جب جنگ کی آگ خوب بھڑک گئی تو زینبی ایک پہاڑی راستہ سے شہر میں اُترا اور پیچھے پیچھے اس کی فوج تھی۔ شہر میں آ کر فوج نے تلواریں سونت لیں۔ ایک قیامت برپا ہو گئی، لوگ بھاگ کر سیاوخش کے پاس گئے اور حالات سے مطلع کیا۔ اس کی فوج بال بچوں کو بچانے بدحواس ہو کر شہر کی طرف بھاگی تو سامنے زینبی کی فوج اور پیچھے نعیم کے رسالے تھے اس رغہ میں پھنس کر بہت سے فوجی مارے گئے اور ان کی ایک خاصی تعداد بھاگ کر قومس کے صدر مقام دامغان میں پناہ گیر ہوئی، اس بھاگی ہوئی فوج کے لیڈر سارے کے سارے کھیت رہے تھے اور یہ قیادت سے محروم ہو کر کچھ ایسے حیران و پریشان تھے جیسے بے نگہبان کا گلہ۔ یہ تفصیلات ناسخ التواریخ میں بیان ہوئی ہیں[2]

[1] سیف بن عمر طبری ۴/۲۵۴ [2] ناسخ التواریخ ۴/۱۶ا-۱۷ا

تصحیح

"حضرت عمر کے سرکاری خطوط" کی اشاعت ماہ مارچ ۵۶ء میں صفحہ ۱۶۲ پر آٹھویں سطر کے بعد یہ عبارت کتابت ہونے سے رہ گئی ہے

"اور عثمان بن حنیف کو فرات سے الخ"